قیصرہ ناہید
استاد شعبہ اردو،
گورنمنٹ رابعہ بصری کالج، برائے خواتین، لاہور۔

عزیز احمد کی نایاب کتاب: ''صدیوں کے آر پار''

Qaisara Naheed
Lecturer, Urdu Department,
Govt. Rabia Basri College For Women, Lahore.

Aziz Ahmad, Urdu Novel, Progressive Literature

A rare book of Aziz Ahmad: "Sadyon ky Aar Paar"

Aziz Ahmad, a fiction writer and critic, was a progressive writer. His works about Iqbal and Progressive movement ranked as reference books in Urdu. He was famous as a fiction writer then suddenly he adopted the dine of history. His seven stories, written with historical perspective, are published under the title of 'Sadeon ky Aar Paar', which is the topic of this research paper. The present study traces his inclination towards history which is an entirely new issue to be discussed.

اُردو ادب میں عزیز احمد کی شخصیت کئی حوالوں سے اہم ہے۔ انھوں نے بطور ناول نگار، افسانہ نگار، نقاد، مترجم، ماہر اقبالیات اور اسلامی تہذیب کے ایک مفکر کے طور پر شہرت پائی اور آخری زمانے میں بہت سی شاعری بھی یادگار چھوڑی۔

''صدیوں کے آر پار'' عزیز احمد کے تاریخی افسانوں پر مشتمل ایک ایسا مجموعہ ہے جس کے شائع ہونے کے ساتھ ان کی تمام افسانے یکجا ہو گئے۔ اس سے پہلے ان کے تین افسانوی مجموعے بہ عنوان ''رقص ناتمام'' (طبع اوّل: ۱۹۴۵ء)(۱)، ''بیکار دن بیکار راتیں'' (طبع اوّل: ۱۹۵۰ء)(۲) اور ''خدنگِ جستہ'' (طبع اوّل: ۱۹۸۵ء)(۳) شائع ہو چکے تھے۔

عزیز احمد کا چوتھا اور آخری افسانوی مجموعہ ''صدیوں کے آر پار'' (۴) میں ''شعلہ زارِ اُلفت''، ''نِن لِل''، ''مدن سینا اور صدیاں'' اور ''زرّیں تاج''، ''رومۃ الکبریٰ کی ایک شام''، ''میرا دشمن میرا بھائی'' اور ''آبِ حیات'' کل سات افسانے شامل ہیں اور اس کتاب کو مکتبہ میری لائبریری، لاہور کی سستی کتابوں کے سلسلہ نمبر:۳۱۱ کے تحت شائع کیا گیا۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ کتاب عزیز احمد کے افسانوں کی آخری کتاب بھی ہے اور میری لائبریری سے شائع ہونے والی آخری کتاب بھی۔ افسوس کہ میری لائبریری جیسا سستی کتابیں شائع کرنے والا ادارہ اس کتاب کے ساتھ خاموش ہو گیا اور یہ کتاب ردی میں فروخت کر دی گئی۔ اب یہ کتاب نہ کسی لائبریری میں موجود ہے اور نہ کہیں اور دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کتاب کا واحد نسخہ اس مقالہ میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

''صدیوں کے آر پار'' کا مقدمہ ڈاکٹر سہیل احمد خاں نے تحریر کیا ہے اور کتاب کا ابتدائیہ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے۔ یہ دونوں تحریریں عزیز احمد کی کتاب میں شامل افسانوں کے علاوہ عزیز احمد کی افسانہ نگاری کے فن کا تجزیہ بھی پیش کرتی ہیں۔ جبکہ کتاب میں افسانہ ''مدن سینا اور صدیاں'' کے حوالے سے ممتاز شیریں کے تاثرات کے علاوہ افسانہ ''زرّیں تاج'' کا تجزیہ از مسعود جاوید، ''رومۃ الکبریٰ کی ایک شام'' کا تجزیہ از شہزاد منظر، ''میرا دشمن میرا بھائی'' کا تجزیہ از ابو خالد صدیقی اور ''آبِ حیات'' کا تجزیہ از عتیق احمد بھی خاصے کی چیزیں ہیں۔ اس مجموعہ کا اختتامیہ عابد صدیق کا تحریر کردہ ہے۔

کتاب میں شامل عزیز احمد کا پہلا افسانہ ''شعلہ زارِ اُلفت'' (طبع اوّل: ''نگار'' لکھنؤ: نومبر ۱۹۲۰ء) عزیز احمد کے عالمی کلاسیکی ادب سے گہرے شغف کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس افسانے کی بنیاد اٹلی کے شاعر دانتے کی بیان کردہ اس کہانی سے مستعار ہے، جو فرانسیسکہ اور پاؤلو کی محبت کی کہانی ہے۔ لیکن عظیم شاعر دانتے کے ہاں یہ کہانی اس افسانوی ترتیب کے ساتھ نہیں ملتی، جس ترتیب کے ساتھ عزیز احمد نے بیان کی ہے۔ اس حوالے سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے لکھا ہے کہ عزیز احمد تاریخ سے مغلوب نہیں ہوتے بلکہ تخلیقی سطح پر زقند بھرتے ہیں اور مختلف کرداروں کی تشکیل میں من پسند تبدیلیاں کر لیتے ہیں۔ یاد رہے کہ عزیز احمد ۱۹۳۵ء تک اپنے افسانوں میں یلدرم کی آزادیٔ نسواں اور بیان کی رنگینی سے متاثر تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب وہ فرانسیسی رومان پسند ڈی۔ ایچ لارنس سے متعارف نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے اس افسانے کا بیانیہ صاف اور الجھاوؤں سے پاک دکھائی دیتا ہے۔ اس تاریخی افسانے میں عزیز احمد نے دانتے اور ورجل کے فکری رابطوں کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔

کتاب میں شامل دوسرا افسانہ ''میرا دشمن میرا بھائی'' قیام پاکستان سے قبل ۱۹۴۶ء میں ''نقوش'' لاہور کے پہلے شمارے میں شائع ہوا۔ اس افسانے میں بسایا گیا شہر، طلسمات میں گھرا ہوا ہے اس لیے کہ ایک یورپی جادوگرنی نے اس شہر پر جادو کر دیا ہے۔ یہ کہانی ۱۹۴۷ء کے فسادات کے حوالے سے ایک نئی الف لیلہ لکھنے کی کوشش ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یہ افسانہ سعادت حسن منٹو کے فسادات سے متعلق افسانوں سے زیادہ ہولناک فضا پیش کرنے کے باوجود اس درد اور چبھن سے عاری ہے جو ''سیاہ حاشیے'' کے افسانے پڑھ کر محسوس ہوتی ہے۔ اس افسانے میں ۱۹۴۶ء کی ایک تاریک رات، شہد کی نہر، تیل کے چشمے، سفید چیونٹیاں، دجلہ کے لب وغیرہ ایسی علامتیں ہیں جو اس افسانے کو تہہ دار بناتی ہیں۔

افسانہ ''مدن سینا اور صدیاں'' (طبع اوّل ''ادب لطیف''، لاہور ۱۹۴۶ء) میں عزیز احمد نے زمانے اور تاریخ کی قید سے ماوراء رہتے ہوئے قدیم ماضی سے حال اور اسی طرح حال سے ماضی میں کئی پھیرے لگائے ہیں اور مختلف چھوٹی چھوٹی کہانیوں کو آپس میں جوڑ کر ایک بڑی کہانی تخلیق کی ہے۔ مدن سینا اس مظلوم عورت کی علامت ہے جو ایک کنیز کی مانند بار بار بکی اور اس کی حالتِ زار کو بیان کرتے ہوئے عزیز احمد نے یہ سوال اُٹھایا کہ رب تعالیٰ نے عورت کو کیا درجہ عطا فرمایا ہے؟

یہ افسانہ تمثیلی انداز لیے ہوئے ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس افسانے میں ممتاز مفتی کے نفسیاتی کیس ہسٹری لکھنے والے انداز کا ردِعمل پیش کیا گیا ہو۔

افسانہ ''زریں تاج'' جنگ کا پس منظر لیے ہوئے ہے اور محض ایک رات کا قصہ ہے۔ اس افسانے میں شعور کی رو کی تکنیک میں قدیم وقتوں کی شیریں، نور جہاں اور قرۃ العین طاہرہ کو باری باری سامنے لایا جاتا ہے۔ افسانے کا مرکزی کردار ارشد ان تینوں عورتوں کو اس تاریک رات میں اپنے روبرو پا کر سوچتا ہے کہ یہ تینوں عورتیں وہ ہیں جن کے حصول کی خاطر مختلف اوقات میں بادشاہوں نے اپنے ہاتھ خون سے رنگے۔ یوں یہ افسانہ عزیز احمد کی آدرش حقیقت نگاری کو ظاہر کرتا ہے۔ اس افسانے پر تاریخی ناول نگاروں کے اثرات بھی بہت نمایاں ہیں۔

کتاب میں شامل افسانہ ''رومۃ الکبریٰ کی ایک شام'' تاریخ اور فکشن کو آپس میں ملا دینے کی ایک مثال ہے اور اس افسانے کا زمانہ تحریر ۱۹۴۰ء ہے۔ یہ افسانہ اٹلی کی سو سالہ تاریخ کو سمیٹے ہوئے ہے اور یہ تحریر پڑھتے ہوئے اقبال کا نظریۂ فن بار بار یاد آتا ہے:

نقش ہیں سب نا تمام خونِ جگر کے بغیر

اس نادر و نایاب کتاب کا آخری افسانہ ''آبِ حیات''، ''سویرا'' لاہور شمارہ نمبر: ۱۰-۱۱ میں شائع ہوا۔ اس افسانے کی ابتداء تورات کی کتاب آفرینش سے قریب ہے۔ جس میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ انسان اس طرح کا ہو جائے۔ اس افسانے میں گِل گامش اور نارسی سس کے حوالے سے اس عظیم انسانی رزمیہ کو بیان کیا گیا ہے جس کے مرکزی کردار آدم و حوا تھے اور آج کا انسان بھی ہے۔

عزیز احمد نے گِل گامش کی داستان سے اپنی مرضی کے واقعات چُن کر اس افسانے میں سموئے اور یونانی شہزادے نارسی سس کی نرگسیت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے حضرت یوسفؑ کی مصر میں رسوائی کو بھی شامل افسانہ کر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس افسانے میں عزیز احمد نے حضرت نوحؑ کو ہی ''حضرت خضرؑ'' کہا۔

بے شک یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت نوحؑ ہی حضرت خضرؑ تھے تو حضرت خضرؑ سے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات کیا معنی رکھتی ہے۔ دوسرا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کا زمانہ ایک ہی تھا؟

یوں ان افسانوں میں عزیز احمد کا اساطیری رنگ بہت نمایاں ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ آج کا نیا افسانہ نگار عزیز احمد کے اس اساطیری رنگ سے کیا کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ تاریخ سے متعلق فکشن لکھنے والوں کے لیے بھی اس کتاب میں بہت کچھ موجود ہے۔

مجموعی طور پر یہ کتاب عزیز احمد کی افسانہ نگاری کے ایک بالکل انوکھے انداز سے متعارف کرواتی ہے۔ایک ایسا انداز جسے اپنانے کے لیے تاریخ کے گہرے مطالعے کی ضرورت پیش آئے گی۔

اس نادر و نایاب کتاب میں شامل عزیز احمد کے ۱۹۵۰ء سے پہلے کے تحریر کردہ سات افسانوں کی عزیز احمد کی آئندہ زندگی سے ایک خاص طرح کی نسبت دکھائی دیتی ہے۔بطور خاص اس حوالے سے کہ ان کا افسانہ ''آب حیات'' سویرا، لاہور شمارہ نمبر ۱۰، ۱۱ میں شائع ہوا اور اس کے فوراً بعد ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۳ء ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ وزارت امور کشمیر اور ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۷ء ڈائریکٹر محکمہ تعلیمات عامہ، وزارت امور کشمیر رہنے کے بعد برطانیہ چلے گئے۔جہاں انھیں ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۲ء اسکول آف اورئینٹل اینڈ افریکن سٹڈیز، لندن میں بطور اوورسیز لیکچرر شپ، پروفیسر رالف رسل کی صحبت میسر آئی۔لندن سے وہ کینیڈا منتقل ہو گئے جہاں ۱۹۶۲ء تا وفات (۱۶ دسمبر ۱۹۷۸ء: ٹورنٹو، کینیڈا) شعبہ اسلامیات، ٹورنٹو یونیورسٹی میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر کام کرتے رہے۔جہاں سے وقتاً فوقتاً کیلیفورنیا یونیورسٹی، لاس اینجلس، امریکہ میں وزیٹنگ پروفیسر کے طور پر بھی کام کیا۔(۵) اس مدت میں عزیز احمد صرف و محض تاریخ کے آدمی ہی ہو کر رہ گئے۔نہ ناول لکھا نہ افسانہ، البتہ آخری بار اوائل ۱۹۷۵ء میں جب قائداعظم میموریل لیکچرز کے سلسلے میں اسلام آباد، پاکستان آنا ہوا تو پتا چلا کہ فارغ وقت میں شاعری ضرور کرتے رہے اور شاعری میں بھی انھوں نے ''بسلسلہ آغوشِ مرگ'' کے عنوان سے ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۸ء کی درمیانی مدت میں غزلیں کہیں۔جنھیں ابھی تک کسی نے یکجا نہیں کیا۔(۶)

یوں تو تاریخ سے ان کا شغف خاصا پرانا تھا اور اسی کے نتیجہ میں انھوں نے ''نسل اور سلطنت'' کے عنوان سے ۱۹۴۱ء میں آریاؤں کی نسلی برتری کے حوالے سے ایک کتاب بھی شائع کروائی تھی اور تاریخ سے متعلق ہیرلڈ لیم کی تین ناولوں: ''تیمور''، ''چنگیز خان'' اور ''تاتاریوں کی یلغار'' کے تراجم ۱۹۶۰ء تک مکمل کر لیے تھے اور وہ شائع بھی ہو گئے تھے۔(۷) لیکن جب ٹورنٹو گئے ہیں تو تاریخ پر اتنا جم کر لکھا ہے کہ دنیا بھر کے تاریخ نگاروں نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھا۔تفصیل ملاحظہ ہو:

1. "An Intellectual History of Islam in India" Edinburgh Varsity Press, طبع اوّل ۱۹۶۹ء (جرمنی)
2. "A History of Islamic City" جرمنی, Edinburgh Varsity Press 1975, Storia Sella Sicilia Islamica.
3. "Intellectual History of Muslims" 1975
4. "Urdu Literature in Cultural Heritage of Pakistan" (Eds. S. M. Ikram and Percival Kar. Oxford Varsity Press, 1955, Spear)

اس کتاب کا ترجمہ ''اردو ادب ثقافت پاکستان'' کے عنوان سے جلیل قدوائی نے کیا تھا جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا۔"Encyclopedia of Islam" جلد دوم، Leiden طبع اوّل: ۶۳-۱۹۶۲ء

5. "Din-Ilahi" Fasc. 27. pp. 296-7.

6. "Djam iyya" (India & Pakistan) Fasc. 29, p. 437.

7. "Djamati" Fasc. 29. pp. 421-422.

8. Islam-d-Espagne et Inde Musulmane moderne" in (E'tudes d' Orientalism de' diees la Memoire de Levi-Provencal) Paris: G. P. Moisonneuve et Lorose, 1962.

9. "Le Mouvement Des Mujahidin Dans l'Inde Au Xixe Siecle" (Oriental. Vol. XV, 1960, pp. 105-16)

10. "Les Musulmans Et Le nationalism India" (Orient, Vol. XXVI, 1962, pp. 75-96).

11. "Sayyid Ahmad Khan, Jamal al-Din Afghani and Muslim India" (Studia Isalmica Vol. XIII, 1960, pp. 55-78)

12. "Trends in the Political Thought of Medieval India" (Studia Islamica, Vol. XVII, 1963).

13. "El Islam Espanol Y La. India Musulmana Moderna" Ford International Vol. 1, No. 4, 1960.

14. "Religious & Political Ideas of Shaikh Ahmad Sirhindi" (Studia Islamica, Vol. XVII, 1963)

15. "Akbar, Heretique Ou Apostal?" (Journal Asiatique No. 1, No. CCCXLIX, 1961)

16. "Moghul Pressure in an Alien Land" (Central Asiatic Journal, Vol. VI, No. 3, 1961)

17. "Moghul Indien and Dar al-Islam" (Saeculum, No. 3, 1961)

18. "Political and Religious Ideas of Shah Wali-Ullah of Delhi" (The Muslim World, No. 4, 1962)

19. "The Sufi and the Sultan in Pre-Mughal Muslim India" (Der Islam, Nos. 1-2, 1962)

20. Dar al-Islam and the Muslim Kingdoms of Deccan and Gujarat" (Journal of World History No. 3, 1963)

21. "The Conflicting Heritage of Sayyid Ahmad Khan and Jamal al-Din

Afghani in the Muslim Political Thought of the Indian Sub-Continent in Trudi XXV Mejdunarodnovo Kongressa Vostokovedov, Moscova 1960, Moscow: Izdatelstvo Vostochnoi Literaturi, Vol. IV, 1963-64).

22. "Sufism and Hindu Mystik" Seaculum, Vol. XV, No. 1, 1964

23. "India-Pakistan" being chapter 6 in Part VIII, VOl. II Section on Urdu Literature in Chapter 1, Literature, in Part X.

24. The Islamic Contribution to Civilisation: Vol. II

25. "Mawdudi and Orthodox Fundamentalism in Pakistan" (Middle East Journal, Vol. 21, No. 3, 1967, pp. 369-380)

26. "Ghiyas-al-Din Tughluk I"

27. "Ghiyas-al-Din Tughluk Shah (II p. 1076-77).

28. "Hind-Islamic Culture" (III, p. 43-40)

29. "Cultural and Intellectual Trends in Pakistan" (The Middle East Journal, Vol. 19, No. 1, 1965, pp. 35-44).

30. Approaches to History in the Late Nineteenth and Early Twentieth Century Muslim India" (Journal of World History, Vol. IX, No. 4, 1966, pp. 987/1008).

31. "Problems of Islamic Modernism with Special Reference to Indo-Pakistan Sub-continent" (Archives De Sociologie Des Religions, Vol. 23, 1967, pp. 107-116)

32. "An Eighteenth Century Theory of the Caliphate" (Studia Islamica Fasc. XXVIII, 1968, pp. 135-44)

33. "Afghani's Indian Contacts" (Journal of the American Oriental Society, Vol. 89, No. 3, July-Sep. 1969. pp. 476-504)

34. "Muslim Attitude and Contribution to Music in India" (Zeitschrift Der Deutschen Morgen Landischen Gesellschaft, Band 119, Heft I, 1969, pp. 86-92).

35. "L, Islam et La Democratie Dans Le Sous-Continent Indo- Pakistan", Orient, 51-52/3-4, (1969), pp. 9-26.

36. "The Role of Ulema in Indo-Muslim History" (Studia Islamica, Fasc. XXXI, voluminis Memoriae J. Schcht Dedicate: Paris Prior, Paris: G.P. Maisonneuve-Larose, 1970, pp. 1-13)

37. "Islam and Democracy in the Indo-Pakistan Subcontinent" in Religion and Change in Contemporary Asia", by Robert F. Spencer Ed., pp. 123-142 Minneapolis: University of Minnesota Press, 1971.

38. "Indien": in Fischer Weltgeschichte, Band 15: Der Islam II, Herausgegeben Von G. E. Von Grunebaum. Frankfurt Am Main: Fischer Taschenbuch Varlac GMBH. 1971, pp. 226-287.

۳۹۔ ''تاریخ سسلی'' (تاریخ از عزیز احمد) اطالوی زبان میں ترجمہ

اس نادر و نایاب کتاب: ''صدیوں کے آر پار'' میں شامل عزیز احمد کے ۱۹۵۰ء سے قبل تحریر کردہ سات تاریخی افسانوں کا تجزیہ مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ وہ تاریخ سے متعلق جستہ جستہ ان تمام موضوعات پر سوچ بچار کرتے آئے تھے، جن پر بعد ازآں انھوں نے ۱۹۶۲ء تا دمِ مرگ انتالیس (۳۹) تحقیقی مقالات اور کتب کی صورت تحقیقی کام یادگار چھوڑا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت عزیز احمد کا مضمون: ''افسانۂ افسانہ'' (۸) ہے، جس میں انھوں نے فکشن کی سب سے مضبوط بنیاد ''حقیقتِ واقعہ'' قرار دی ہے۔ لکھتے ہیں:

''افسانہ کا مقصد قریب قریب وہی مقرر پاتا ہے، جو تاریخ کا مقصد ہے۔ واقعات کی حقیقت کا اظہار...... انگریزی کے دونوں الفاظ History اور Story ہم اصل ہیں۔ دونوں لاطینی لفظ Historia سے ماخوذ ہیں۔ جس کی یونانی اصل کے معنی ہیں، تفتیش و اطلاع کے ذریعے حصولِ علم...... افسانے میں جو چیز اہم ہے، جو اس کی جان ہے اور جو کسی تکنیک کی پابند نہیں، وہ واقعہ محض واقعہ ہے۔'' (۹)

اس حوالے سے یہ مضمون عزیز احمد کے تاریخی افسانوں اور تاریخی ناولٹس کو سمجھنے کی کُنجی ہے۔

بے شک، عزیز احمد کے دو ناولٹس: ''خدنگِ جستہ'' اور ''جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں'' کی طرح ان کے مختصر اور طویل مختصر تاریخی افسانوں کا مجموعہ: ''آبِ حیات'' اور زیرِ بحث نادر و نایاب افسانوی مجموعہ: ''صدیوں کے آر پار'' کا منبع تاریخ ہے۔ اگر ان کے سات تاریخی افسانوں کا مجموعہ: ''صدیوں کے آر پار'' جو شائع ہوتے ہی مفقود ہو گیا، دوبارہ اشاعت پذیر نہیں ہوتا تو عزیز احمد کی تاریخ سے متعلق فکشن کا مطالعہ ادھورا رہ جائے گا۔

حواشی

۱۔ عزیز احمد، ''رقصِ ناتمام'' (گیارہ افسانے)، مکتبۂ جدید، لاہور، طبع اوّل: ۱۹۴۵ء

۲۔ عزیز احمد، ''بیکار دن بیکار راتیں''، مکتبۂ جدید، لاہور، طبع اوّل: دسمبر ۱۹۵۰ء

۳۔ عزیز احمد، ''خدنگِ جستہ'' (دو طویل افسانے) مکتبہ میری لائبریری، لاہور، طبع اوّل: ۱۹۸۵ء

۴۔ عزیز احمد، ''صدیوں کے آر پار'' (سات تاریخی افسانے)، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، طبع اوّل سلسلہ نمبر: ۳۱۱، س۔ن لگ بھگ ۲۰۰۰ء

۵۔ حامد بیگ، ڈاکٹر مرزا، ''اردو افسانے کی روایت''، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد: طبع دوم: ۲۰۱۰ء، ص: ۴۹۲

۶۔ ایضاً، ص: ۴۹۲، ۵۰۲

۷۔ عزیز احمد، ''نسل و سلطنت''، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی، طبع اوّل: ۱۹۴۱ء، کل صفحات ۱۸۹

۸۔ عزیز احمد، ''افسانۂ افسانہ'' (مضمون)، مطبوعہ: 'سویرا'، لاہور، شمارہ: ۱۲، سنہ ندارد

۹۔ عزیز احمد، ''افسانۂ افسانہ'' (مضمون)، مطبوعہ: 'سویرا'، لاہور، شمارہ: ۱۲، ص: ۴۸